آئی ٹی کارنر

روشنی کا سفر

تحریر : ڈاکٹر سائرہ بانو

جنرل سیکریٹری کوآرڈی نیشن گروپ

2

آج گائوں میں گویا جشن کا سماں تھا۔صبح سے ہی خاصی رونق اور ہلچل تھی۔گائوں کے بوڑھے بچے اور نوجوان گائوں کے واحد اسکول میں جمع تھے۔یہ اسکول صرف دو کمروں پر مشتمل تھا جس کی دیواریں پلستر سے اور رنگ و روغن سے بے نیاز تھیں مگر پھر بھی اسکول کے درودیوار سے رونق پھوٹ رہی تھی۔یہ گوادر کے دور افتادہ قصبے کا ایک چھوٹا سا گائوں تھا۔یہ صوبہ بلوچستان کا وہ علاقہ تھا جہاں آج سے پہلے کبھی ایسی رونق نظر نہیں آئی تھی حالانکہ اس گائوں میں متعدد شادی بیاہ بھی ہوئے تھے اور عید بقرعید کے تہوار بھی ہوئے تھے اس موقع پر خوشیاں تو منائی جاتی تھیں گائوں میں بھائی چارہ بھی نظر آتا تھا لیکن آج کی رونق تو سب سے مختلف تھی۔آج کی خوشی اور اس کے منانے کا انداز ہی منفرد تھا۔آج گوادر کے اس گائوں میں تعلیم کے حوالے سے ایک نئے دور کا آغاز ہورہا تھا۔آج یہاں کراچی کے ایک مشہور و معروف فلاحی رفاہی و تعلیمی ادارے کی جانب سے گائوں والوں کو یہ ایک تحفہ دیا جارہا تھا ایسا تحفہ جو دنیا کے دیگر تمام تحفوں سے مختلف تھا۔اِدارا گائوں کے اس اسکول میں ایک کمپیوٹر لیب قائم کررہا تھا وہ بھی مکمل طور پر اپنے ذاتی فنڈز سے ،وہ کے لوگ کافی عرصے سے اس گائوں میں آرہے تھے۔انہی لوگوں نے پہلے اس گائوں کا سروے کیا تھا آس پاس کے اسکول کالجوں میں گئے تھے بچوں اور نوجوانوں سے ملاقاتیں کی تھی ان کی تعلیمی دلچسپی دیکھی تھی۔کمپیوٹر میں ان کا رجحان دیکھا تھا اور پھر گائوں کے بڑوں بوڑھوں اور بزرگوں سے ملاقات کرکے انہیں یہ پیشکش کی تھی کہ وہ اس گائوں کے لوگوں کے لیے یہاں کے نوجوانوں اور بچوں میں تعلیم کے فروغ کے لیے کمپیوٹر لیب قائم کرنا چاہتے ہیں۔اُن لوگوں کی باتیں بہت اچھی تھیں۔گائوں والوں کو پسند آئیں کیونکہ وہ بھی اپنی حالت بدلنا چاہتے تھے اپنے لوگوں کو ترقی کرتے دیکھنا چاہتے تھے صدیوں سے ایک جکڑے ہوئے نظام اور فرسودہ روایات سے آزادی حاصل کرنا چاہتے تھے مگر مسئلہ یہ تھا کہ ان کے پاس نہ تو وسائل تھے اور نہ راہ نما۔

بابو صاحب! ‘‘ گائوں والوں نے اِدارے کے عہدیداران سے کہا تھا ’’نہ ہمارے پاس پیسہ ہے اور نہ جگہ...ہمارا ’’
‘ ‘ اسکول بھی ٹوٹا پھوٹا ہے۔ہم کیا کریں؟

آپ لوگ فکر مت کریں۔‘‘اُن لوگوں نے گائوں والوں کو تسلی دیتے ہوئے کہا تھا ’’ہم اس اسکول کی مرمت بھی کرادیں ’’
گے اس میں بجلی بھی لگوادیں گے اور تمام کمپیوٹرز بھی خود خریدیں گے آپ لوگوں کو کچھ نہیں کرنا،کوئی پیسہ پائی خرچ نہیں کرنا۔بس آپ کو ہمارے ساتھ تعاون کرنا ہے..اور وہ تعاون یہ ہے کہ آپ اپنے بچوں کو اس اسکول میں پڑھنے کے لیے بھیجیں انہیں تعلیم حاصل کرنے کے لیے تیار کریں۔ہم یہاں کمپیوٹر لیب اس گائوں کے بچوں کے لیے ہی قائم کررہے ہیں اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔‘‘ ’’مگر بابو...آپ لوگوں کو اس سے کیا فائدہ ہوگا؟‘‘ گائوں والے حیران تھے کہ یہ لوگ ان کے لیے خواہ مخواہ پیسہ کیوں خرچ کررہے ہیں۔گائوں کے سیدھے سادے لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید اس میں گروپ کا کوئی فائدہ ہے جبھی تو وہ ایسا کررہا ہے۔

بابا! چاند ہم سب کو چاندنی دیتا ہے۔اس سے چاند کو کیا فائدہ ہوتا ہے؟‘‘ اُن میں سے ایک صاحب نے کہا ’’سورج بھی ’’
تو ہم سب کو روشنی اور حرارت دیتا ہے۔اس کے بدلے میں وہ ہم سے کچھ نہیں لیتا۔ہم بھی اسی طرح سے دوسروں کے فائدے کے لیے کام کرنا چاہتے ہیں۔گائوں کی نوجوان نسل کی بھلائی اور بہبود کے لیے کام کرنا چاہتے ہیں۔اس گائوں میں تعلیم کی روشنی پھیلانا چاہتے ہیں۔اس سے ہمیں یہ فائدہ ہوگا کہ ہماری نسل باشعور ہوگی۔یہ دنیا کی ترقی یافتہ قوموں میں شامل ہوجائے گی ہمارے بچے اور نوجوان تعلیم اور خاص طور سے آئی ٹی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہماری اس گائوں کی ہماری قوم کی اور اس ملک کی حالت بدل دیں گے اس کے بعد ہر طرف ترقی اور خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔اگر ہم اپنی قوم کے نوجوانوں
‘ ‘ اور بچوں کو تعلیم یافتہ دیکھنا چاہتے ہیں تو اس میں اعتراض والی کیا بات ہے؟

بڑے صاحب نے ایسی پتے کی بات کہی تھی کہ جس سے گائوں والے قائل ہوگئی۔اس کے ساتھ ہی وہ اُن کے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ ہوگئے اور کیسے نہ ہوتی؟ اس میں انہی کا فائدہ تھاپھر کیا تھا...اِدارے والوںنے جنگی بنیادوں پر کام کیاگائوں کے پرانے اور کھنڈر نما اسکول کی عمارت کی تھوڑی بہت درستگی اور مرمت کرائی گئی۔اس کے کمروں کی دیواروں کو مضبوط بنایا گیاپھر اس میں کمپیوٹر لیب قائم کی گئی۔اس سے پہلے گروپ کے لوگوں نے دن رات کی محنت کے بعد اس گائوں کے لیے بجلی کے کنکشن حاصل کیے تاکہ بجلی کے ذریعے کمپیوٹرز چلائے جاسکیں۔اس سے گائوں والوں کا دگنا فائدہ ہوا۔اسبہانے گائوں میں بجلی بھی پہنچ گئی۔

آج گائوں کے اس اسکول میں قائم کی گئی کمپیوٹر لیب کا افتتاح ہورہا تھا۔اِدارے کے سربراہ خاص طور پر اس تقریب میں شرکت کے لیے آرہے تھے ان کے ساتھ علاقے کے ناظم،نائب ناظم اور محکمہ تعلیم کے اعلیٰ عہدیدار بھی آنے والے تھی۔بلوچستان کے محکمہ تعلیم کو اس بات پر بے حد خوشی تھی کہ یہ اِدارہ ایک ایسی ذمے داری پوری کررہا ہے جو دراصل حکومت کی ذمہ داری تھی۔اسی لیے محکمہ تعلیم نے بھی اس اسکول کے لیے اسٹاف کا انتظام کردیا تھا ہیڈماسٹر دو ٹیچر ایک چپراسی کا تقرر کردیا تھا مگر کمپیوٹر لیب کے لیے تمام کمپیوٹرز اور اسٹاف کا انتظام اُنہوں نے خود کیا تھا اور اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ وہ لیب کے اسٹاف کو تنخواہ بھی خود دے گا اور تمام کمپیوٹرز کی دیکھ بھال اور میٹننس بھی خود ہی کرے گا۔

گائوں کے بڑے درخت کے نیچے صبح سے ہی گائوں کا پرانا ڈھول بجانے والا رحیمو کاکا صبح سے ہی ڈھول بجا رہا تھاوہ صرف گائوں میں ہونے والی شادی بیاہ کے موقع پر ڈھول بجاتا تھا یا پھر عید بقرعید اور عیدمیلادالنبی کے موقع پر...اس مواقع پر ہی گائوں والے رحیمو کاکا کو تھوڑے بہت پیسے دے دیتے تھے ورنہ عام دنوں میں رحیمو کاکا کا ڈھول بھی سونا پڑا رہتا تھا اور اس کے گھر کا چولہا بھی۔مگرآج اُن لوگوں نے خاص طور سے پورے دن کے لیے رحیمو کاکا کو بلوایا تھا اور اسے ہدایت دی تھی کہ آج دل بھر کر ڈھول بجائیے اسے اس کا بھرپور معاوضہ ملے گا اس لیے رحیمو کاکا صبح سے ہی ڈھول بجا رہا تھا۔آج اس کا ڈھول بجانے کا انداز ہی نرالا تھا۔ایک طرف اسے یہ احساس تھا کہ اس کے گائوں کی حالت بدلنے والی ہے اور دوسری طرف معاوضے کا بھی لالچ تھا۔

وقت مقررہ پر معزز مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ایک گاڑی میں اِدارے کے عہدیدار تھے دوسری گاڑیوں میں بلوچستان کے شہر گوادر کے محکمہ تعلیم کے اعلیٰ افسران بھی تھے اور ناظم و نائب ناظم بھی۔سیدھے سادے گائوں کے سیدھے سادے لوگوں نے آنے والوں کا بھرپور استقبال کیا۔ان لوگوں کی ظاہر حالت اور ان کے معمولی لباس بتارہے تھے کہ یہ علاقہ کتنا پسماندہ ہی۔مگر ان سب کے چہروں پر نئی تازگی نئی امنگ اور نیا ولولہ تھا۔ان کی آنکھیں بتارہی تھیں کہ انہیں اپنی حالت بدلنے کی پوری امید ہی۔وہ جانتے تھے کہ اب ان کے برے دن ختم ہونے والے ہیں اور اچھے دن آنے والے ہیں۔غرض اس روز گوادر کے اس پسماندہ اور دور افتادہ گائوں میں ایک نیا سورج طلوع ہواگائوں والے خوش تھے کہ کسی زمانے میں اس گائوں میں تعمیر ہونے والا اسکول جو بعد میں کھنڈر بن گیا تھا ایک بار پھر آباد ہوگیا تھا۔اس میں ایک عمدہ کمپیوٹر لیب بھی قائم ہوگئی تھی جس کا افتتاح اِدارے کے سربراہ نے کیا تھا جبکہ اسکول کا افتتاح گوادر کے محکمہ تعلیم کے اعلیٰ عہدیدار نے کیا تھا۔

گائوں کے بچوں نے جو رنگ برنگے کپڑوں میں ملبوس تھے خیرمقدمی نعرے لگاکر اور قومی ترانہ گا کر آنے والوں مہمانوں کا استقبال کیا تھا۔دو گھنٹے کی پروقار تقریب کے بعد تمام مہمان آہستہ آہستہ رخصت ہوگئے اور گائوں کے بڑے بچے اور نوجوان بھی ایک ایک کرکے چلے گئے۔اس اسکول کے اوپر ایک بادل سایہ فگن ہوگیا جو اس بات کی علامت تھا کہ اب اس گائوں پر تعلیم اور آگہی کی روشنی طلوع ہوگئی ہے اور یہ روشنی کبھی نہیں بجھے گی۔

*****